

## دورنبوی میں نظام تعلیم کا علمی جائزہ EDUCATION SYSTEM IN THE ERA OF MUHAMMAD(PBUH): AN EVALUATION

DR.ABZAHIR KHAN<sup>1</sup>, DR.KARIMDAD<sup>1</sup>, DR.M.TAHIR<sup>1</sup>, SAREER<sup>1</sup>,

SHAHID KAMARAN<sup>1</sup>

<sup>1</sup>Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University Mardan(PAK)

[abzahir@awkum.edu.pk](mailto:abzahir@awkum.edu.pk)

**ABSTRACT:** Muhammad (Peace Be Upon Him ) was introduced to knowledge through revelation and with this He was ordered to convey it to the other people as well. The Holy Prophet did His best to convey knowledge to the people using every possible method. In this paper, those methods of Holy Prophet are reviewed scholarly  
**Keywords:** Islam ,Muhammad,Eduaction, System, Era,

### دورنبوی ﷺ:

دور نبوی سے ظاہری طور پر اگرچہ آپ ﷺ کی ساری زندگی معلوم ہوتی ہے، مگر یہاں پر اس سے مراد آپ ﷺ کو نبوت ملنے سے لے کر وفات تک کی زندگی ہے، جو کل تئیس (۲۳) سال بنتے ہیں، جن میں ابتدائی ۱۳ سال کو مکی، جب کہ باقی ۱۰ سالہ زندگی کو مدنی دور کہا جاتا ہے۔ ان تئیس سالوں میں آپ ﷺ نے لوگوں کو علم کی روشنی کیسے پہنچائی، کن کن طریقے اختیار کئے، اور اس کے لئے آپ ﷺ نے کیسا طریقہ کار اختیار کیا تھا؟ ذیل میں ان اقدامات پر روشنی ڈالی جاتی ہے، مگر اس سے پہلے تعلیم کا تعارف و اہمیت بیان کیا جاتا ہے۔

### تعلیم:

تعلیم باب تفعل سے مصدر کا صیغہ ہے، جس کا مادہ ع، ل اور م ہے، جو ثلاثی مجرد کے باب سمع یسمع سے اس کا مصدر علما آتا ہے، یعنی علم یعلم علما، جس کے لغوی معنی ؛ آگاہی، حقیقت شے کا ادراک اور یقین و معرفت کے ہیں۔ تعلیم بروزن تفعل کا معنی بھی یہی ہے، مگر اس میں تسلسل کی معنی پائی جاتی ہے<sup>(۱)</sup>۔ امام جرجانی نے مختلف لوگوں کے حوالے سے علم کی کئی تعریفیں لکھی ہیں۔ کہتے ہیں:

العلم: هو الاعتقاد الجازم المطابق للواقع، وقال الحكماء: هو حصول صورة الشيء في العقل، والأول أخص من الثاني، وقيل: العلم هو إدراك الشيء على ما هو به، وقيل: زوال الخفاء من المعلوم، والجهل نقبضه، وقيل: هو مستغن عن التعريف، وقيل: العلم: صفة راسخة تدرك بها الكليات والجزئيات، وقيل: العلم، وصول النفس إلى معنى الشيء، وقيل: عبارة عن إضافة مخصوصة بين العاقل والمعقول، وقيل: عبارة عن صفة ذات صفة. (2)

صاحب مصباح المنیر کہتے ہیں: الْعِلْمُ الْيَقِينُ يُقَالُ عِلْمٌ يَعْلَمُ إِذَا تَيَقَّنَ وَجَاءَ بِمَعْنَى الْمَعْرِفَةِ أَيْضًا كَمَا جَاءَتْ بِمَعْنَى ضَمِنَ كُلُّ وَاحِدٍ مَعْنَى الْآخِرِ لِاشْتِرَاكِهِمَا فِي كَوْنِ كُلِّ وَاحِدٍ مَسْبُوقًا بِالْجَهْلِ لِأَنَّ الْعِلْمَ وَإِنْ حَصَلَ عَنْ كَسْبٍ فَذَلِكَ الْكَسْبُ مَسْبُوقٌ بِالْجَهْلِ. وَفِي التَّنْزِيلِ {مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ} (3) أَيْ عِلِمُوا وَقَالَ تَعَالَى {لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ} (4) أَيْ لَا تَعْرِفُونَهُمُ اللَّهُ يَعْرِفُهُمْ (5)۔  
“علم یقین کو کہتے ہیں، جب کسی چیز سے متعلق یقین پیدا ہو جائے تو علم یعلم کو لایا جاتا ہے نیز علم

کے معنی معرفت اور معرفت کے معنی علم کے بھی آیا کرتے ہیں ، کیونکہ علم اور معرفت دونوں مسبق بالجهل ہونے میں باہم شریک ہیں۔ اس لیے ان میں سے ہر ایک دوسرے کے معنی پر متضمن ہے۔ علم کا حصول اگرچہ کسب کی بناء پر ہوتا ہے ، مگر یہ کسب جہالت کے بعد ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں بِمَّا عَزَّمُوا مِنَ الْحَقِّ میں عَزَّمُوا بمعنی علموا ہے۔ اور لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ میں علم بمعنی معرفت ہے۔

انگریزی میں تعلیم کا متبادل لفظ "ایجوکیشن، Education" ہے جو کہ لاطینی زبان کے دو الفاظ Educere اور Educare سے ماخوذ ہے۔ Educere کے معنی 'To bring out' ، اظہار کرنا ، باہر نکالنا ، بروئے کار لانا ، جبکہ Educare کے معنی 'To bring up' پروان چڑھانا ، نشو و نما کرنا ، اجاگر کرنا ہے۔ "ایجوکیشن" کی اصطلاح انہیں دو الفاظ سے مل کر بنی ہے (6)۔ ماہرین تعلیم، تعلیم کے مفہوم کے بارے میں مختلف الآراء ہیں۔ کسی نے اسے انسانی ذہن کی نشو و نما قرار دیا ہے۔ کسی نے اسے معاشرتی مطابقت (Social Adjustment) کا نام دیا ہے۔ کسی نے اسے سچائی کی تلاش، تو کسی نے جسمانی و اخلاقی نشو و نما کا عمل اور کسی نے صحت مند معاشرے کی تنظیم کا عمل قرار دیا ہے۔ بعض نے اسے تجربے کی مسلسل تعمیر نو اور تنظیم نو کا نام دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلیم انسانی زندگی کے ان تمام پہلوؤں کی مسلسل نشو و نما اور بالیدگی کا عمل ہے جو انسان کی شخصیت کے نکھار اور اعلیٰ کمال کے حصول کا باعث بنتا ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ ان صلاحیتوں کے لحاظ سے ہر انسان دوسرے انسان سے مختلف ہوتا ہے۔ تعلیم کا عمل انسان کی ان صلاحیتوں کو بروئے کار لانے اور پروان چڑھانے کی ذمہ داری سر انجام دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انسان کی سیرت و کردار کی تعمیر و تشکیل بھی کرتی ہے، تاکہ معاشرے میں ایک کامیاب اور اچھے شہری کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائے۔ تعلیم کی یہ تعریف انتہائی جامع اور مکمل ہے جو دنیا کے ہر معاشرے اور تمام افراد پر صادق آتی ہے۔ تعلیمی عمل کے نتیجے میں کوئی فرد، معاشرے کے کسی بھی شعبہ میں اپنا کردار کامیابی سے ادا کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ گویا معاشرے کے مطلوب افراد تعلیم کے اسی عمل سے تیار ہو کر معاشرے کی تعمیر و تشکیل کرتے ہیں۔ تعلیم ، انسان کی صلاحیتوں کی بتدریج اور ہمہ گیر نشو و نما کا فریضہ سر انجام دیتی ہے۔ نشو و نما کا یہ عمل مربوط بھی ہوتا ہے اور بتدریج بھی تاکہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کی نشو و نما ہو سکے اور حتی الامکان اس کی شخصیت کی تکمیل کے ذریعے معاشرتی زندگی متوازن طور پر پروان چڑھ سکے۔ دیگر مخلوقات کی نسبت انسان اپنی عملی زندگی میں قدم بہ قدم تعلیم و تربیت کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان سیدنا آدم علیہ السلام کو خود تعلیم سے بہرہ ور فرمایا اور بنی نوع انسان کی تعلیم و تربیت کے لیے انبیاء علیہم السلام کی صورت میں معلمین مبعوث فرمائے۔ جن کا اختتام محمد ﷺ پر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا : إِنْ اللَّهَ لَمْ يَعْثُرْني معنًا، وَلَا مَعْنَةً، وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مِيسِرًا (7)۔

### قرآن مجید اور تعلیم:

قرآن مجید میں لفظ علم مختلف اشتقاقیات کی صورت میں تقریباً ۳۱۲ مرتبہ آیا ہے (8) قرآن مجید نے بھی حصول علم کے لیے ترغیبات دی اور اس کے حصول پر کسی قسم کی قدغن نہیں لگائی بلکہ آپ ﷺ کو بھی علم میں اضافے کی تلقین فرمائی۔ ارشاد ہے: وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (9) اس آیت سے تعلیم کا مقام خوب کھل کر سامنے آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی بھی اس کے محتاج ہیں ، باوجود اس کے کہ تمام جہان میں آپ ﷺ سے بڑھ کر علم والا کوئی پیدا نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔ قرآن مجید میں علم کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (10) "کہو یہاں جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔" قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو مؤمن علم رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند کرتا ہے "ارشاد ہے: يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (11) "جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے، اللہ ان کے درجے بلند کرے گا۔" علم ہی کے ذریعے انسان میں تقویٰ اور پرہیزگاری کی صفت پیدا ہوتی ہے علماء کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (12) - "اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں۔" مفسر نسفی (13) لکھتے ہیں: والخشية في هذه القراءة استعارة والمعنى إِنَّمَا يَعْظُمُ اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (14)۔ "خشیت یہاں بطور استعارہ لایا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اس

کے بندوں میں صرف علماء کرتے ہیں۔ ”قرآن مجید کی پہلی وحی سیکھنے اور علم حاصل کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ ارشاد ہے: اَفْرَأُ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (15)“ (اے محمد) اپنے پروردگار کانام لے کر پڑھو جس نے (عالم) کو پیدا کیا۔ ”کیونکہ پڑھنا حصول علم کا ایک ذریعہ ہے۔

#### احادیث اور تعلیم :

احادیث نبویؐ جو قرآن مجید کی شرح اور وضاحت کی حیثیت رکھتی ہیں۔ دونوں جہانوں کی ہدایت کا سرچشمہ اور مشروط نص قطعی ہے، کہ جب تک صحیح سند نہ ہو تو حدیث قابل قبول نہ ہوگی، اور جب صحیح سند کے ساتھ بغیر کسی علت اور شذوذ کے کوئی روایت پہنچے تو وہ حدیث صحیح کہلائے گی۔ اس پر عمل واجب ہوگا۔ احادیث صحیحہ جن میں تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب اور اہمیت دلائی گئی ہے مثلاً: «طلب العلم فريضة على كل مسلم» (16) ”علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔“

غیر تعلیم یافتہ انسان کامیاب اور خوش حال زندگی نہیں گزار سکتا۔ کیوں کہ اس کے عقل میں کہیں نہ کہیں تشنگی ضرور ہوتی ہے۔ وہ اپنے دماغ اور تجربے سے اگرچہ بھرپور استفادہ کرتا ہے لیکن پھر بھی ٹھوکرین کھا جاتا ہے۔ وحی کی روشنی اور نقلی دلائل کی اسے بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ کیوں کہ عقل بغیر علم کے گمراہی کی طرف بھی لے جاتا ہے۔ تعلیم کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا حصول ہر مسلمان پر فرض قرار دیا کہ کچھ بھی ہو۔ اسے تعلیم ضرور حاصل کرنی ہوگی۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اللہ تعالیٰ سے علم نافع کی دعا مانگا کرتے تھے یہ ورد اور وظیفہ اُن کے زبان اُٹھ رہا تھا: «اللهم إني أسألك علماً نافعاً» (17) ”اے اللہ! میں تجھ سے مفید علم مانگتا ہوں۔“ ہم لوگوں کو بھی یہ حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ سے یہی دُعا مانگا کریں: «سلوا الله علماً نافعاً، وتعوذوا بالله من علم لا ينفع» (18) ”اللہ سے علم نافع مانگا کرو اور علم غیر نافع سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔“

ان ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ علم و تعلیم مفید اور غیر مفید دو قسموں میں مُنقسم ہے۔ علم دینی اور دنیوی کی فرق تو چنڈاں لہو و باطل ہے۔ کیوں کہ دونوں کی اہمیت اہل عقل پر واضح ہے۔ اہم صرف وہ نہیں ہے جو دنیا و آخرت میں کوئی فائدہ نہ دے اور شریعت کے خلاف ہو، یا شریعت کے بارے لوگوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا ہونے کا سبب و علت ہو۔ ایسی صفات کی حامل تعلیم و تدریس غیر ممدوح اور حرام کے زمرے میں ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے تعلیم حاصل کر کے اسے دوسروں کو سکھایا، اُن کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: «إن أفضلكم من تعلم القرآن وعلمه» (19) ”تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے خود قرآن سیکھا اور اُسے دوسروں کو سکھایا۔“

#### نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم:

قرآن مجید و احادیث میں آپ ﷺ کے بحیثیت معلم مبعوث کئے جانے کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (20) ”جس طرح (منجملہ اور نعمتوں کے) ہم نے تم میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے، جو تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، تمہیں پاک کرتا ہے، اور کتاب (یعنی قرآن) اور دانائی سکھاتا ہے اور ایسی باتیں بتاتا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔“ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (21) ”اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ اُن میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو اُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتا ہے، اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔“

نبی کریم ﷺ ایک معلم کی حیثیت سے بھیجے گئے تھے۔ تعلیم و تعلم کے جو صفات درکار ہوتی ہیں، وہ تمام کے تمام آپ ﷺ میں موجود تھیں۔ آپ موقع اور محل کی مناسبت سے بات کرتے اور جہاں ضرورت ہوتی تو بات ۳ دفعہ دہراتے خود فرماتے ہیں کہ مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے (22)۔ آپ ﷺ جب کسی کو کوئی بات کرتے تو اس کی طرف دیکھ کر بات کرتے، اسی طرح جب آپ ﷺ سے کوئی بات پوچھتے تو آپ پوری توجہ سے اسے جواب دیتے۔

#### دور نبوی میں نظام تعلیم:

##### آفاقی تعلیم:

مسلم معاشرہ کی ترقی کے لئے جہاں اور اصلاحی اقدامات اٹھائے گئے، تو وہاں پر مذہبی امور کا انتظام بھی کیا گیا۔ یہودیوں میں مذہبی فرائض انجام دینے کے لیے ایک مخصوص خاندان ہوا کرتا تھا، جن کے

علاوہ کسی دوسرے کو ان خدمات کی بجآوری کاحق حاصل نہیں تھا۔ عیسائیوں میں گویا خاندان کی تخصیص نہ تھی، لیکن ان میں ایک خاص طبقہ پیدا ہو گیا تھا، جس نے ان خدمات کو اپنا حق قرار دے دیا تھا۔ ہندوؤں میں غیر برہمن کسی مذہبی خدمت کا مستحق نہیں تھا، اور یہی حال دنیا کی دوسری قوموں کا بھی تھا۔ لیکن جو شریعت محمد ﷺ نے دنیامیں قائم کی، اس میں مخصوص اشخاص ’خاندان‘ اور مخصوص طبقہ کی حاجت نہ تھی، بلکہ ہر شخص جو اسلام کا کلمہ گو تھا، اس رتبہ کا مستحق ہو سکتا تھا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَاللَّهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (23) یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور بُرے کاموں سے منع کریں۔“

اس بناء پر ہر مسلمان واعظ بھی ہوتا تھا اور محتسب بھی، داعی بھی اور ماہر شریعت بھی یہی وجہ ہے کہ یا تو اسلام سے پہلے عرب میں اتنی جہالت پائی جاتی تھی کہ شرفاء میں لکھنا پڑھنا عیب خیال کیا جاتا تھا، مگر اسلام کے آنے سے ایک ایک گھر فقہ، حدیث اور تفسیر کا مرکز بن گیا۔ تاہم چونکہ ہر شخص کو تفقہ و تدریس کا کافی وقت نہیں مل سکتا تھا، اس لیے یہ ضروری قرار پایا کہ ہر جماعت اور ہر قبیلہ میں کچھ ایسے لوگ موجود رہیں جو تعلیم و ارشاد کا فرض انجام دے سکیں، اسی بنا پر قرآن مجید میں حکم آیا: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفُتُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (24) اور یہ توہن نہیں سکتا کہ مؤمن سب کے سب نکل آئے تو یہی کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے اور باقی آپ سے دین کی تعلیم حاصل کریں جب ان کی قوم واپس آئے تو انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائے تاکہ وہ حذر بناتے۔“ چونکہ مقصد یہ تھا کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جائے جو نہ صرف شریعت کے اوامر و نواہی سے واقف ہو، بلکہ شب و روز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہنے سے تمام تر اسلامی رنگ میں ڈوب جائے جس کی گفتار ’کردار‘ بات چیت، نشست و برخاست، قول و عمل ہر چیز تعلیم نبوی کے پرتو سے منور ہو جائے تاکہ آنے والے لوگوں کے لیے نمونہ عمل بن سکے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر قبیلہ کا ایک گروہ نبی ﷺ کے پاس جاتا تھا اور آپ سے مذہبی امور میں دریافت کرتا تھا اور دین میں تفقہ حاصل کرتا تھا۔“ (25)

#### تعلیمی مراکز:

##### دارالرقم:

مکی زندگی کی ابتدا جو عموماً پہلی وحی سے شروع ہوتی ہے۔ اس دور میں مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کی مخالفت اتنی زور و شور سے کر رہے تھے کہ کھلم کھلا تعلیم و تدریس کا مناسب بندوبست نہیں ہو سکتا تھا، اس لئے اس دور میں تعلیم کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں تھا۔ نبی کریم ﷺ کو جو بھی مناسب موقع ملتا، تو آپ لوگوں کو تعلیم دیتے تھے۔ اگرچہ ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں لوگ چپکے سے جمع ہوتے اور آپ ﷺ انہیں وحی کی تعلیم سے روشناس کراتے تھے۔ یہ گھر کوہ صفا کے نزدیک واقع تھا۔ وہاں چپکے سے تعلیم و تدریس ہوا کرتی تھی۔ بہت سے صحابہ کرام اسی مقام پر اسلام میں داخل ہوئے (26)۔

##### مسجد نبوی:

رسول اللہ ﷺ کی عام درسگاہ جہاں پر ہر کوئی بیٹھ کر آپ ﷺ سے استفادہ کر سکتا تھا، وہ مسجد نبوی تھی۔ مدینہ منورہ ہجرت کر کے یہاں پر آپ ﷺ نے تعلیم و تدریس کا باقاعدہ انتظام فرمایا، خود آپ ﷺ مسجد نبوی میں لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرتے اور باہر کے لوگوں اور قبائل کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنے نمائندے بھیج دیتے۔ ایک حدیث میں ہے: اُن رجلاً، قام فی المسجد، فقال: یا رسول اللہ، من اُین تأمرنا اُن نخل؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: «یہل اہل المدینۃ من ذی الحلیفۃ، ویہل اہل الشام من الجحفۃ، ویہل اہل نجد من قرن» (27) ایک آدمی نے مسجد میں کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں کس جگہ سے احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل مدینہ ذوالحلیفہ (28) سے احرام باندھیں، شام والے جحفہ (29) سے اور نجد کے لوگ قرن (30) سے۔“

##### ایک خاتون کے گھر میں تعلیم:

صحابیات کے اصرار پر آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک گھر میں تعلیم دینے کا حکم جاری کیا۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عورتیں کہنے لگیں: غلبنا علیک الرجال، فاجعل لنا یوما من نفسک، فوعدہن یوما لقیہن فیہ، فوعظہن وأمرہن (31)، ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ان کے لئے ایک گھر مخصوص کر کے فرمایا: مَوْعِدُکُمْ بَيْتٌ فُلَانَةٌ فَأَتَاهُمُ فَحَدَّثَهُنَّ (32) تمہارے ساتھ مقام اجتماع فلانہ عورت کا گھر ہے تو وہ وہاں پہنچیں اور آپ ﷺ انہیں تعلیم دیا کرتے تھے۔“ اس کے علاوہ صحابہ کرام ایک دوسرے کے ساتھ اپنے گھروں میں بھی تعلیمی

مذاکرے کیا کرتے تھے، ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عمر فاروقؓ جب رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے جارہے تھے، راستے میں کسی نے بتایا کہ پہلے اپنے بہنوئی کی ذرا خبر لیجیے، چنانچہ جب وہ پہنچے تو وہاں پر قرآن مجید کی تعلیم پوربی تھی، آپؐ کو دیکھ کر انہوں نے وہ صحیفے چھپالئے (33)۔

### نبوی تعلیم کے مختلف طریقے:

[الف] ایک طریقہ یہ تھا کہ باہر قبائل کے لوگ آتے اور دس بیس دن یا مہینہ دو مہینہ رہ کر عقائد اور فقہ کے ضروری مسائل سیکھ لیتے اور اپنے قبائل میں واپس چلے جاتے تھے اور ان کو تعلیم دیتے تھے مثلاً مالک بن الحویرث جب سفارت لے کر آئے تو بیس دن تک قیام کیا اور ضروری مسائل کی تعلیم حاصل کی، جب چلنے لگے تو آپؐ نے فرمایا: «ارجعوا إلى أهليكم، فأقيموا فيهم، وعلّموهم ومروهم، وصلوا كما رأيتموني أصلي، فإذا حضرت الصلاة فليؤذن لكم أحدكم، وليؤمكم أكبركم» (34)۔ اپنے خاندان میں واپس جاؤ۔ ان میں رہ کر ان کو امر و شریعت کی تعلیم دو اور جس طرح مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھو۔

[ب] دوسرا طریقہ کا یہ تھا کہ لوگ مستقل طریقہ سے مدینہ منورہ میں رہتے تھے اور عقائد، شریعت اور اخلاق کی تعلیم پاتے تھے، ان کے لیے صفہ خاص درس گاہ تھی اور ان میں زیادہ تر وہ لوگ قیام کرتے تھے جو تمام دنیاوی تعلقات سے آزاد ہو کر شب و روز زہد و عبادت اور زیادہ تر طلب علم میں مصروف رہتے تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لے آئے، اس وقت مسجد میں دو حلقے تھے، حلقہ ذکر اور حلقہ درس، آپؐ حلقہ درس میں جا کر بیٹھ گئے۔ اس وقت کے اصطلاح میں ان طالب علموں کو قراء کہا جاتا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے (کنا نسیمہ القراء) (35)۔

### اوقات تعلیم:

#### عشاء کے بعد تعلیم:

احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کے بعد بھی تعلیم دیا کرتے تھے چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ: صلی بنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم العشاء فی آخر حیاته، فلما سلم قام، فقال: «أرايکم لیتکم هذه، فإن رأس مائة سنة منها، لا یبقی من هو علی ظهر الأرض أحد» (36)۔ نبی کریم نے اپنی زندگی کی آخری ایام میں ہمیں نماز عشاء پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا تم اپنی یہ رات دیکھ رہے ہو؟ اس رات پر سو سال پورے ہونے پر روئے زمین پر موجودہ لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا۔

#### نصف رات کے قریب تعلیم:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات ہم نبی کریم کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ قریب آدھی رات ہو گئی، تو آپؐ تشریف لائے اور ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر آپؐ نے ہمیں متوجہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «قد صلی الناس وناموا، أما إنکم فی صلاة ما انتظروا» لوگوں نے نماز ادا کی اور پھر سو گئے اور تم جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے نماز ہی میں رہے (37)۔

#### رات کو نیند سے بیدار ہونے پر تعلیم:

امہات المؤمنین چونکہ آپؐ کے ساتھ گھر ہی میں رہتی تھیں، اس لیے ان کو آپؐ سے استفادہ کرنے کا خوب موقع حاصل تھا۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی کریم نے بیدار ہوتے ہی فرمایا: «سبحان اللہ، ماذا أنزل اللیلة من الفتن، وماذا فتح من الخزائن، أیقظوا صواحبات الحجر، فرب کاسیة فی الدنیا عاریة فی الآخرة» (38)۔ سبحان اللہ، اس شب میں کس قدر فتنے نازل کیے گئے ہیں اور کتنے ہی خزانے کھولے گئے ہیں۔ ان حجرہ والیوں کو جگا دو کیوں کہ دنیا میں لباس پہننے والی کتنی عورتیں آخرت میں برہنہ ہوں گی۔

#### دو تہائی شب گزرنے کے بعد تعلیم:

امت کی تعلیم و تربیت کے بارے میں آپؐ کو اس قدر فکر تھا، کہ آپ کوئی بھی لمحہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے جس میں انہیں کوئی فائدہ کی بات نہیں پہنچادی ہو چنانچہ منقول ہے: جب دو تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ اٹھتے اور فرماتے اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو! بھونچال آچکا، اس کے پیچھے ایک اور بھونچال آ رہا ہے موت اپنی سختیوں کے ہمراہ آچکی، موت اپنی سختیوں کے ہمراہ آچکی (39)۔

#### دورانیہ کلاس:

اصحاب صفہ اگرچہ اس قدر مفلس اور نادار تھے کہ کسی کے پاس ایک کپڑے سے زیادہ نہیں ہوتا تھا، جس کو گردن سے باندھ کر گھٹنوں تک چھوڑ دیتے، جو چادر اور تہ بند دونوں کا کام دیتا تھا تاہم یہ لوگ پاؤں جوڑ کر نہیں بیٹھتے تھے، بلکہ جنگل میں جا کر لکڑیاں چن لاتے اور ان کو بیچ کر آدھا خیرات کر دیتے اور

آدھا آپس میں بانٹ لیتے۔ اس بنا پر تعلیم اور درس کا وقت رات کو مقرر کیا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ صفہ کے علاوہ بھی ایک جگہ تھی جہاں اصحاب صفہ رات کو تعلیم پاتے تھے (40)۔

#### کتابت کی تعلیم:

عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج بہت کم تھا۔ اسلام آیات و تحریر و کتابت کافن بھی گویا ساتھ لے کر آیاسب سے بڑی ضرورت قرآن مجید کے ضبط اور تدوین کی تھی اس بنا پر رسول اللہ ﷺ نے شروع ہی سے کتابت کی ترویج کی طرف توجہ فرمائی۔ جنگ بدر کے اسیران میں سے جو لوگ فدیہ نہیں ادا کر سکے۔ ان کو اس شرط پر رہا کیا گیا کہ مدینہ منورہ میں رہ کر لوگوں کو لکھنا سکھادیں۔ سنن ابوداؤد کی ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب صفہ کو جو تعلیم دی جاتی تھی اس میں لکھنا بھی داخل تھا چنانچہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ قرآن مجید کے ساتھ لکھنے کی بھی تعلیم دیتے تھے، کہتے ہیں کہ: علمت ناسا من أهل الصفة الكتاب، والقرآن فأهدى إلي رجل منهم قوسا (41)۔ میں نے اصحاب صفہ میں سے چند لوگوں کو قرآن مجید اور لکھنے کی تعلیم دی اس کے صلہ میں مجھ کو ایک شخص نے ایک کمان تحفہ میں دی۔

#### ازواج مطہرات کی تعلیم:

رسول اللہ ﷺ نے ازواج کی تعلیم و کتابت کا انتظام بھی کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی شریعت کے تقریباً آدھے احکامات امہات المؤمنین سے منقول ہیں۔ الشفاء بنت عبد اللہ (42) کہتی ہے کہ: دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا عند حفصة فقال لي: «ألا تعلمين هذه رقية النملة كما علمتها الكتابة» (43)۔ سیدہ شفاء بنت عبد اللہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے جب کہ میں ام المؤمنین سیدہ حفصہ کے پاس تھی، تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم اسے نملہ (بچوں کی پسلیوں پر نکلنے والی پھنسیوں) کادم کیوں نہیں سکھادیتی جیسا کہ اسے لکھنا سکھایا ہے۔

#### عام عورتوں کی تعلیم:

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور بولی: اے اللہ کے رسول! مرد حضرات آپ کی گفتگو سے مستفید ہوتے ہیں۔ لہذا آپ اپنی طرف سے ہمارے لیے کوئی دن متعین کر دیجئے، اس دن ہم آپ کے پاس حاضر ہو جایا کریں تاکہ اللہ نے آپ کو جو علم دیا ہے آپ ہمیں اس کی تعلیم دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم عورتیں فلاں دن فلاں مقام پر جمع ہو جایا کرو۔ وہ سب اس جگہ جمع ہو گئیں پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور عورتوں کو تعلیم دی (44)۔ چنانچہ دوسری حدیث میں ہے کہ: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ کے ساتھ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ کو خیال ہوا کہ عورتوں کو خطبہ اچھی طرح سنائی نہیں دیا تو آپ نے انہیں علیحدہ نصیحت فرمائی اور صدقے کا حکم دیا تو کوئی عورت بالی اور کوئی انگوٹھی ڈالنے لگی اور بلال رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کے دامن میں یہ چیزیں لینے لگے (45)۔

#### بچوں کو تعلیم:

سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن سواری پر نبی کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے چھوٹے لڑکے! میں تمہیں چند باتوں کی تعلیم دے رہا ہوں: احکام الہیہ کی پاسداری کرو وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ اوامر الہیہ کی حفاظت کرو تم اللہ کو ہر مصیبت میں اپنے پاس پاؤ گے۔ جب تم سوال کرو تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو اور جب مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر ساری امت تمہیں نفع پہنچانے کے لیے جمع ہو، تو تمہیں صرف اس قدر نفع حاصل ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے، اور اگر ساری امت اس بات پر متفق ہو کہ تمہیں نقصان پہنچائے، تو تمہیں صرف اس قدر نقصان پہنچا سکیں گے جس قدر اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تحریر کیا ہے۔ قلموں کو اٹھالیا گیا اور صحیفے خشک ہو گئے (46)۔

#### جوانوں کو تعلیم:

نبی کریم ﷺ کے علم حاصل کرنے میں عمر کی کوئی حد نہیں تھی، بلکہ ہر عمر کے لوگ آپ ﷺ سے اسلامی علوم حاصل کرتے، جناب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن فتیان حزاورة، «فعلمنا الإيمان قبل أن نتعلم القرآن، ثم تعلمنا القرآن فإزدادنا به إيماناً» (47)۔ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس رہے اور ہم طاقتور جوان تھے۔ سو آپ ﷺ نے ہمیں قرآن مجید سکھانے سے پہلے ایمان سکھایا، پھر قرآن مجید سکھایا تو اس کے ساتھ ہمارے ایمان میں اضافہ ہوا۔

#### تعلیم حاصل کرنے کے لیے صحابہ کرامؓ کا آپس میں باری مقرر کرنا:

صحابہ کرام دنیا کو ترک نہیں کرتے، بلکہ دنیوی معاملات کے ساتھ ساتھ دینی معلومات بھی حاصل کرتے۔ چنانچہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا انصاری پڑوسی اطراف مدینہ میں

رہتے تھے ہم دونوں باری باری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک دن وہ آتا، ایک دن میں آتا جس دن میں آتا، اس دن کو وحی اور دیگر باتوں کی خبر اُسے دیتا اور جب وہ آتا تو وہ بھی اسی طرح کرتا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کنت أنا وجار لي من الأنصار في بني أمية بن زيد وهي من عوالي المدينة وكنا تتناوب النزول على رسول الله صلى الله عليه وسلم، ينزل يوما وأنزل يوما، فإذا نزلت جئته بخبر ذلك اليوم من الوحي وغيره، وإذا نزل فعل مثل ذلك، فنزل صاحبي الأنصاري يوم نوبته، فضرب بابي ضربا شديدا، فقال: أتم هو؟ ففرغت فخرجت إليه، فقال: قد حدث أمر عظيم. قال: فدخلت على حفصة فإذا هي تبكي، فقلت: طلقن رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قالت: لا أدري، ثم دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم فقلت وأنا قائم: أطلقت نساءك؟ قال: «لا» فقلت: الله أكبر (48)

### جنات کو تعلیم:

نبی کریم ﷺ کی بعثت صرف انسانوں کے لئے نہیں تھی، بلکہ جنات بھی آپ ﷺ کی امت میں شامل ہیں۔ جس طرح آپ ﷺ نے انسانوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا، اسی طرح آپ ﷺ نے جنات کو بھی وحی کے علوم سے روشناس کرایا۔ ایک طریقہ یہ تھا کہ جنات خود آتے اور آپ ﷺ کی مجلس میں احکامات سنتے اور پھر واپس چلے جاتے جس طرح جنات کا ایک گروپ آیا اور قرآن مجید کی آیتیں سن کر اپنی قوم کے پاس واپس گیا، اور انہیں قرآنی آیتوں سے متعلق باتیں کی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصَبُوا لَنَا فَلَمَّْا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُّندِرِينَ- قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ (47) يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرَ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُخْرِجَكُم مِّنْ عَذَابِ آلِيمٍ (48) وَمَنْ لَا يُجِبِ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (49)۔ اور وہ وقت قابل ذکر ہے جب ہم نے جنوں میں سے کئی شخص تمہاری طرف متوجہ کئے کہ قرآن سنیں تو جب وہ اس کو سننے حاضر ہوئے تو آپس میں کہنے لگے کہ خاموش رہو جب پڑھنا ختم ہوا تو وہ اپنی برادری کے لوگوں میں واپس گئے کہ ان کو خبردار کریں کہنے لگے کہ اے قوم ہم نے ایک کتاب سنی ہے، جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے جو کتابیں اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں ان کی تصدیق کرتی ہے، اور سچا دین اور سیدھا راستہ بتاتی ہے۔ اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کی بات کو قبول کرو، اور اس پر ایمان لاؤ، اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں دکھ دینے والے عذاب سے پناہ میں رکھے گا۔ اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کی بات قبول نہ کرے گا تو وہ زمین میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکے گا اور نہ اس کے سوا اس کے حمایتی ہوں گے، یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

جنات سے متعلق احکامات اور تعلیم پر ایک پوری سورہ (سورۃ الجن) نازل ہوئی (50)۔ ارشاد ہے: قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ قَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ..... (51)

جنات کو تعلیم دینے کا دوسرا طریقہ یہ تھا کہ آپ ﷺ خود ان کے پاس تشریف لے جاتے، اور وہاں انہیں الہامی تعلیمات سے آگاہ کرتے۔ اسلامی تاریخ میں اس طرح کے واقعات کئی دفعہ پیش آئے ہیں، جنہیں لیلۃ الجن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے مثلاً ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کنا مع رسول الله ذات ليلة ففقدناه فالتمسناه في الأودية والشعاب. فقلنا: استطير أو اغتيل. قال: فبتنا بشر ليلة بات بها قوم فلما أصبحنا إذا هو جاء من قبل حراء. قال: فقلنا يا رسول الله فقدناك فطلبناك فلم نجدك فبتنا بشر ليلة بات بها قوم. فقال: «أتاني داعي الجن فذهبت معه فقرأت عليهم القرآن» قال: فانطلق بنا فأرانا آثارهم وآثار نيراهم وسألوه الزاد فقال: " لكم كل عظم ذكر اسم الله عليه يقع في أيديكم أوفر ما يكون لحما وكل بكرة علف لدوابكم. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «فلا تستنجوا بهما فإنهما طعام إخوانكم» (52)۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، تو آپ ﷺ ہم سے غائب ہوئے ہم نے وادیوں اور گھاٹیوں میں آپ کو تلاش کیا، مگر آپ نہیں ملے ہم نے کہا کہ شاید آپ ﷺ کو اچھک کر لے گیا ہم نے بڑی تکلیف دہ رات گزاری جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ حرا کی طرف سے آئے ہم نے آپ کو سارا قصہ بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنات کی طرف سے مجھے بلاؤہ آیا تھا میں وہاں گیا اور انہیں قرآن مجید کی تعلیم دیدی۔

### نتائج:

نبی کریم ﷺ کی زندگی کے آخری تئیس سالوں کو شرعی لحاظ سے دور نبوی کہا جاتا ہے جس میں ۱۳ سال مکی، جب کہ ۱۰ سال مدنی زندگی شامل ہے۔

- ۲۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیتیں دی ہیں، تعلیم، ان صلاحیتوں کی بتدریج اور ہمہ گیر نشو و نما کا فریضہ انجام دیتی ہے۔
- ۳۔ قرآن و حدیث کی رو سے علم کا حصول ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔
- ۴۔ نبی کریم ﷺ ایک مکمل استاد اور معلم تھے موقع اور محل کی مناسبت سے تعلیم دیتے تھے۔
- ۵۔ نبی کریم ﷺ نے مکی اور مدنی دونوں ادوار میں لوگوں کو علم کی روشنی سے روشناس کرانے کی ہر ممکن کوشش کی، جن میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں، بچے اور جنات بھی شامل تھے۔
- ۶۔ دار ارقم اور مسجد نبوی دور نبوی میں تعلیم و تعلم کے دو اہم مراکز تھے

- (۱) لوئس معلوف، المنجد، بہ ذیل مادہ، اردو ایڈیشن، دار الاشاعت کراچی، ۱۹۹۳ء
- (۲) الجرجانی علی بن محمد (المتوفی: ۸۱۶ھ)، کتاب التعریفات، ۱: ۱۵۵، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، الطبعة الأولى، ۱۳۰۳-۱۹۸۳ء
- (۳) سورة المائدة: ۵: ۸۳
- (۴) سورة الانفال ۸: ۶۰
- (۵) أحمد بن محمد بن علي الفيومي، (المتوفى: ۷۷۰ھ)، المصباح المنير في غريب الشرح الكبير: ۱۲۶، المكتبة العلمية - بيروت، ۱۹۸۴ء
- (۶) Oxford Learners Dictionary, page no: 467, 8<sup>th</sup> edition University press
- (۷) القشيري مسلم بن الحجاج النيسابوري (المتوفى: ۲۶۱ھ)، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، كتاب الطلاق، رقم ۱۴۷۸، دار إحياء التراث العربي - بيروت، (س-ن)
- (۸) فهمي الشافعي حسين محمد، الدليل المفهرس لالفاظ القرآن الكريم بحاشية الشریف، بذیل مادہ، دار السلام، قاہرہ، ۲۰۰۲ء
- (۹) سورة طه: ۲۰: ۱۱۳
- (۱۰) سورة الزمر: ۳۹: ۹۰
- (۱۱) سورة المجادلة: ۵۸: ۱۱
- (۱۲) سورة فاطر: ۳۵: ۲۸
- (۱۳) نسفی، عبد اللہ بن احمد ابو البركات، حنفی فقیہ اور مفسر تھے۔ ان کی نسبت نسف [نخشب] کی طرف ہے۔ جو دریائے جیجون اور سمرقند کے درمیان واقع ہے۔ تفسیر کے علاوہ انہوں نے کنز الدقائق، المنار، كشف الاسرار، الوافی اور الکافی جیسی مفید کتابیں بھی لکھیں۔ ۴۱۰ھ-۱۳۱۰ء کو وفات ہوئے۔ قاسم بن قطلوبغا، تاج التراجم، ص: ۱۴۳، دار القلم دمشق، ۱۹۹۲ء۔ زر کلی، خیر الدین، الاعلام، ۳: ۶۴، دار العلم للملايين، بیروت، ۱۹۴۳ء
- (۱۴) النسفی، عبد اللہ بن احمد محمود، تفسیر النسفی (مدارک التنزیل وحقائق التاویل)، ص: ۹۴۸، دار المعرفة، بیروت لبنان، ۲۰۰۸ء
- (۱۵) سورة العلق: ۹۶: ۱
- (۱۶) الطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الكبير، ۱۰: ۱۹۵، ح: ۱۰۳۳۹، دار احیاء التراث العربی، ۱۹۸۶ء
- (۱۷) القزويني محمد بن يزيد ابن ماجة (المتوفى: ۲۷۳ھ)، سنن ابن ماجة، كتاب اقامة الصلوة والسنة بعد التسليم، باب ما يقال بعد التسليم، رقم ۹۲۵، دار إحياء الكتب العربية، بيروت، (س-ن)
- (۱۸) سنن ابن ماجة، كتاب الدعاء، باب ماتعوذ منه رسول الله، رقم ۳۸۴۳
- (۱۹) البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب خيركم من تعلم القرآن وعلمه، رقم ۵۰۲۸، دار طوق النجاة، بيروت، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ھ
- (۲۰) سورة البقرة: ۲: ۱۵۱
- (۲۱) سورة آل عمران: ۳: ۱۶۳
- (۲۲) صحيح مسلم، كتاب الطلاق، رقم ۱۴۷۸
- (۲۳) سورة الحج: ۲۲: ۳۱
- (۲۴) سورة التوبة: ۹: ۱۲۲
- (۲۵) علاء الدين، علی بن محمد، تفسیر خازن، بذیل سورة التوبة، ۹: ۱۲۲، ۳۲۱: ۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۱۵ھ



- (26) ابن سعد أبو عبد الله محمد بن سعد (المتوفى: 230هـ)، الطبقات الكبرى، ۳: ۷۲، دار صادر - بيروت
- ، الطبعة: الأولى، 1968ء
- (27) صحيح بخاری، کتاب العلم، باب ذکر العلم والفتیافی المسجد، رقم ۱۳۳
- (28) یہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جاتے ہوئے چھ یاسات میل کی مسافت پر واقع ایک گاؤں کانام ہے۔ [معجم البلدان ۲: ۲۸۶]
- (29) یہ اُس بڑے گاؤں کانام ہے جو مدینہ منورہ کے راستے میں واقع ہے یہ مکہ معظمہ سے چاردن کے فاصلے پر ہے۔ اس کا پرانا نام مہیعہ تھا۔ [معجم البلدان ۲: ۱۱۱]
- (30) اسے قرن ثعالب بھی کہتے ہیں جو کہ مکہ معظمہ سے ایک دن اور رات کے فاصلے پر ہے۔ [معجم البلدان ۳: ۳۳۲]
- (31) صحيح بخاری، کتاب العلم، باب هل يجعل للنساء يوما علیحدة فی العلم، رقم ۱۰۱
- (32) العسقلانی احمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحيح البخاری، ۱: ۹۶
- دار المعرفہ، بیروت، ۱۳۷۹ھ
- (33) طبقات ابن سعد، جلد ۲، حصہ ۳: ص ۷۱
- (34) صحيح بخاری، کتاب اخبار الأحاد، باب ماجاء فی اجازة خبر الواحد الصدوق فی الاذان والصلاة والصوم والفرائض والاحکام، رقم ۷۲۳۶۔
- (35) صحيح بخاری، کتاب الجہاد، باب العون بالمدد، حدیث نمبر: ۳۰۶۳
- (36) صحيح بخاری، کتاب العلم، باب السمر فی العلم، رقم ۱۱۶
- (37) صحيح بخاری، کتاب مواقيت الصلاة، باب وقت العشاء الی نصف اللیل، حدیث نمبر: ۵۷۲۔
- (38) صحيح بخاری، کتاب العلم، باب: العلم والعظة باللیل، رقم 115
- (39) ترمذی محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، باب صفة القيامة عن رسول الله ﷺ، باب منه حدیث نمبر: ۲۳۵۷، دار ابن الہیثم، ۲۰۰۳ء
- (40) حنبل، احمد بن حنبل، مسند احمد، ۳: ۱۸۸
- (41) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الاجارة، باب فی کسب المعلم، رقم ۳۳۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۵ء
- (42) شفاء بنت عبد الله بن عبد شمس، أم سليمان، اصل نام لیلی، لقب شفاء تھا۔ صحابیات میں سے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں لکھا کرتی تھی۔ سیدہ حفصہ کو بھی آپ نے لکھنا سکھایا تھا۔ سیدنا عمرؓ آپ کی رائے کا بہت احترام کرتے تھے۔ ۲۰ھ بمطابق ۶۴۰ء کو وفات پائی۔ 12 احادیث آپ سے منقول ہیں۔ (أبو عمر يوسف بن عبد الله القرطبي (المتوفى: 463هـ)، الاستيعاب في معرفة الأصحاب، باب الشين، رقم ۳۳۹۸، دار الجیل، بیروت، الطبعة: الأولى، 1412ء - 1992ء)
- (43) سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الرقی، رقم ۳۸۸۷
- (44) صحيح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب تعليم النبی، رقم ۷۳۱۰
- (45) صحيح بخاری، کتاب العلم، باب عظة الامام النساء وتعليمهن، رقم ۹۸
- (46) سنن ترمذی، ابواب صفة القيامة، باب منه، رقم ۲۵۱۶
- (47) سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فی الايمان، رقم ۸۶
- (48) صحيح بخاری، کتاب العلم، باب التناوب فی العلم، رقم ۸۹
- (49) سورة الاحقاف ۴۶: ۲۹ تا ۳۲
- (50) أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير (المتوفى: 774هـ)، تفسير القرآن العظيم (ابن كثير)، ۸: ۲۵۱، سورة البقرة، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة: الأولى - 1419ء
- (51) سورة الجن ۷۲: ۱ تا ۷
- (52) صحيح مسلم، کتاب الصلوة، باب الجهر بالقراءة فی الصبح، رقم ۴۵۰